قرآنی مطالعہ
اور اس کے آداب

تالیف

مفکر اسلام

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

ایچ، ایم، حسین ٹرسٹ
H. M. Husain Trust
Email: hmhamuwash@yahoo.com
Cell: +91 7095168679

طبع اول

ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ - ستمبر ۲۰۱۷ء

نام کتاب	:	قرآنی مطالعہ اور اس کے آداب
از	:	مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ
صفحات	:	۲۴
تعداد	:	۲۰۰۰
کمپوزنگ	:	عاقب حامد
باہتمام	:	انجینیر محمد عثمان حیدرآبادی
قیمت	:	ہدیہ منجانب، ایچ۔ ایم حسین ٹرسٹ

انتساب

محمد صدیق سیٹھ اور اہلیہ علیہ الرحمہ اللہ

(انجینیر محمد عثمان حیدرآبادی کے چچا اور چچی)

ملنے کے پتے

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ۔ 0522- 2741539

دارعرفات، تکیہ کلاں رائے بریلی۔ 09807240512

ناشر

ایچ، یم، حسین ٹرسٹ

H. M. Husain Trust

Email: hmhamuwash@yahoo.com

Cell: +91 7095168679

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم ۔ أَمَّا بَعْدُ!

قرآن مجید انسانیت کے لئے اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے، جس پر عمل کرنے سے ہماری زندگی اس دنیا میں اور آخرت میں سلامتی وسکون کی ہوگی، خالق کائنات کا وعدہ ہے۔

میرے حضرت! مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی اس کی تعلیم وتربیت میں صرف کی اور اس تعلیم وتربیت سے کئی زندگیاں اللہ پاک کی رضامندی میں گزریں، اس کی ایک کڑی قدیم جریدہ ''الصادق'' سے ''قرآنی مطالعہ اوراس کے آداب'' پیش خدمت ہے۔

آقائے کائنات سے التجا ہے کہ ہم سب کو اس سے استفادہ کی ہدایت اور توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اس کتابچہ کی طباعت میں جو حضرات اور خواتین نے نصرت فرمائی ان کے ہم شکر گزار ہیں اور ہم پروردگار عالم سے دعا گو ہیں کہ ہم کو بہتر سے بہتر جزا عطا فرمائے، آمین۔

طالب دعا

انجینئر محمد عثمان حیدرآبادی

(ناظم)

ایچ، یم، حسین ٹرسٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عطیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتِمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْنَ۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہونے اور تمام انسانوں کے لئے ہدایت وفلاح کا پیغام ہونے کی بناء پر ایک عظیم نعمت اور انسانوں کے لئے رحمت ہونے کا ذریعہ ہے، اس میں انسانوں کے مختلف انواع واصناف کو ان کی سمجھ اور ضرورت کے لحاظ سے خیر و صلاح کے حصول کے لئے مؤثر رہنمائی کی گئی ہے، چنانچہ عربوں کے سامنے جب اس کی آیات آئیں تو ان کے دلوں میں اتر گئیں اور صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی تعداد میں اس کے سننے اور سمجھنے سے تبدیلی آئی اور وہ اس میں توجہ دلائی ہوئی باتوں کو اپنے دلوں کی گہرائی سے مانتے چلے گئے۔

قرآن مجید اس کی یہ تاثیر اب بھی ہے اور قیامت تک اس میں رہے گی، اس کو اس کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے غور وتدبر سے جب بھی پڑھا جائے گا اس کی تاثیر کا اثر ہوگا اس کے ذی علم علماء نے اس کی تاثیر اور خصوصیت کو اپنی تصنیفات میں اور مضامین میں بیان کیا ہے ان ہی تحریروں میں قرآن مجید کا بحیثیت اچھا علم رکھنے والے اور قرآن مجید کے معجزاتی عمل سے واقف حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا درس بھی دیا ہے اور اس کی خصوصیات پر مضامین بھی لکھے ہیں جو

بہت مفید اور رہنمائی کرنے والے ہیں۔

ان ہی مضامین میں زیر نظر مضمون ''قرآنی مطالعہ اور اس کے آداب'' بھی ہے جو مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ایک محترم محب انجینئر محمد عثمان صاحب حیدر آبادی نے ایک رسالہ سے اخذ کر کے اشاعت کا فیصلہ کیا ہے، اس طرح اس مضمون کا فیض تازہ ہو جائے گا اور قارئین مکرم فائدہ اٹھائیں گے۔

عاجز

محمد رابع حسنی ندوی

۱۱ر شعبان ۱۴۳۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ وَدَعَا بِدَعْوَتِهِمْ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ، أَمَّا بَعْدُ!

قرآن کریم صحف سماویہ میں اپنی خصوصیات کے اعتبار سے منفرد کتاب الٰہی ہے، اس کی سب سے بڑی خصوصیت اس کا تحریف سے محفوظ رہنا ہے، وہ صوتی، لفظی اور ترتیب کے اعتبار سے محفوظ ہے، خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو اس خاص امتیاز کی طرف اشارہ کرتا ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ۔ (سورۃ الحجر:٦)

ترجمہ: ''بیشک ہم نے قرآن نازل کیا اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں''۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب قیامت تک اپنی خصوصیات کے ساتھ محفوظ اور قابل استفادہ رہے گی۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''مطالعہ قرآن کے اصول ومبادی'' میں تحریر فرمایا ہے:

> ''قرآن، فرقان (فاروق اور ممیز) ہے اور یہ اس کی ایسی امتیازی صفت ہے جو اس کے نام کے قائم مقام ہوگئی ہے''۔

تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ

نَذِیْراً ۔ (سورۃ الفرقان:۱)

ترجمہ: ’’بڑی عالیشان ذات والا ہے جس نے یہ فیصلے کی کتاب اپنے بندہ خاص پرنازل فرمائی: تا کہ وہ تمام دنیا پر جہاں والوں کے لئے ڈرانے والا ہو‘‘۔

قرآن مجید نے ہدایت وگمراہی میں، ایمان وکفر میں، اسلام اور جاہلیت میں، خدا کی رضاوعدم رضا میں، یقین وظن میں، حلال وحرام میں، قیامت تک کے لئے جو فصل اور امتیاز پیدا کر دیا ہے اس کی نظیر سے مذہبی تعلیمات اور آسمانی صحیفوں کی تاریخ خالی ہے۔

قرآن کریم اعجاز بیانی وعلمی کے ساتھ رشد و ہدایت، علم وفکر، اخبار بالغیب، امم سابقہ کا تذکرہ، غلط تصورات اور معتقدات کی تصحیح، تخلیق انسان اور کائنات کے اسرار، خدا کی مخلوقات کی خصوصیات، طبیعت انسانی کے رجحانات اور صلاحیتوں، اعمال انسانی کے نتائج واثرات اور اس طرح کے انسان کی زندگی کے مختلف شعبوں کے بارے میں رہنمائی کرنے والی کتاب ہے۔

خال معظم مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا خاص موضوع قرآن مجید تھا، قرآن کی تلاوت کا اہتمام، اس کے معانی ومضامین اور اس کے بلاغتی پہلوؤں پر تدبر حضرت مولانا کا خاص مشغلہ تھا اور اس میں انہوں نے بڑے اساتذہ سے کسب فیض کیا تھا، اس سلسلہ میں علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کا خصوصیت سے ذکر اپنی کتاب ’’پرانے چراغ‘‘ اور آپ بیتی ’’کاروان زندگی‘‘ میں کیا ہے۔ اور ’’صبح صادق‘‘ (لکھنؤ) کے قرآن نمبر کے لئے حضرت مولانا نے اپنے مضمون ’’میرے مطالعہ قرآن کی سرگزشت‘‘ میں اپنے مطالعہ قرآن اور درس وافادہ کی مؤثر سرگزشت بیان کی ہے، اس کے علاوہ مولانا کی کتاب ’مطالعہ قرآن کے اصول ومبادی‘ قرآن مجید کے مختلف نوعیت کے اعجاز کو بیان کرتی ہے، ایک جگہ قرآنی اعجاز کے تنوع کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’قرآن مجید صرف اپنے الفاظ وترکیب اور فصاحت وبلاغت ہی کے اعتبار

سے معجزہ نہیں ہے، بلکہ وہ اپنے الفاظ اور ترکیب میں بھی معجزہ ہے، اپنے معانی ومضامین بھی، اپنے اعلیٰ علوم ومعارف میں بھی، معاملات غیبی وحقائق ابدی میں بھی، اپنی پیش کی ہوئی مذہبی واخلاقی ومعاشرتی اور مدنی تعلیمات میں بھی، اپنے اثرات وانقلابات میں بھی، اپنی پیشین گوئیوں اور اخبار میں بھی معجزہ ہے، مگر جب صرف الفاظ میں جو اس کے اعجاز کامل کا صرف ایک پہلو اور گوشہ ہے کوئی مقابلہ نہیں ہوسکا تو اس کے اعجاز کامل میں کیا مماثلت ہوسکتی ہے"

یہ مذکورہ بالا کتاب ان دروس کا مجموعہ ہے جو انہوں نے دار العلوم ندوۃ العلماء میں اپنی تدریس کے دوران درجوں میں دئے تھے، جو بعد میں مکتبہ اسلام لکھنؤ نے شائع کئے، اس سے قبل وہ قرآن مجید سے متعلق موضوعات پر لکھتے رہے تھے، انہی مضامین میں ایک اہم مضمون "قرآنی مطالعہ اور اس کے آداب" بھی ہے، جو پیش خدمت ہے۔

"الندوہ" اور "الصادق" دوسری کتابوں کی فائلوں کے مطالعہ کے دوران ان کے ایک محب صادق جناب انجینئر محمد عثمان صاحب حیدرآبادی جو حضرت مولانا کے اکثر اسفار میں رفیق رہے اور مولانا سے محبت اور تعلق رکھتے تھے، کی نظر اس مضمون پر پڑی تو ان کے اندر اس کو کتابی شکل میں افادہ عام کے لئے لانے کا جذبہ پیدا ہوا اور انہوں نے چاہا کہ تعارفی سطریں بھی شامل کتاب ہوں جس کے لئے انہوں نے مجھ سے فرمائش کی، یہ میرے لئے سعادت وشرف کی بات تھی، اس لئے ان کی فرمائش پر یہ سطریں تحریر کیں۔

امید ہے کہ لوگ اس رسالہ سے فائدہ اٹھائیں گے اور قدر کریں گے۔

۱۴ر شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ　　محمد واضح رشید حسنی ندوی

مطابق ۲۱ر مئی ۲۰۱۶ء　　(معتمد تعلیم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

قرآنی مطالعہ اور اس کے آداب

یہ تقریر ۲۶ جولائی ۸۰ء کو قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور کے ایک منتخب جلسے میں کی گئی، اس جلسہ میں حلقہ تدبر قرآن سے تعلق رکھنے والے حضرات دور دراز کا سفر کر کے آئے تھے، مقرر خصوصی اور قرآن اکیڈمی کا تعارف اس کے موسس و صدر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے کرایا۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْماً كَثِيْراً كَثِيْراً۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

"اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ"

(سورۃ الشوریٰ: ۱۳)

قرآن مجید ہر موقع پر مشکل کشائی اور دست گیری کرتا ہے

برادران عزیز! قرآن مجید کے معجزات میں سے جن کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا، یہ بھی ہے کہ وہ ہر موقع پر مشکل اور دست گیری کرتا ہے، مجھے بارہا اس کا تجربہ ہوا کہ میں کسی تقریر کے موقع پر یہ طے نہ کر سکا کہ اپنی بات کہاں سے شروع کروں گا، اور مجھے آج کیا کہنا ہے، اور قاری نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور مجھے معلوم ہوا کہ دوسرے لوگوں کے سننے سے پہلے وہ آیتیں مجھے سنائی جا رہی ہیں، اور ان آیتوں کا انتخاب میرے لئے کیا گیا ہے، مجھے اپنے غیر ملکی دوروں میں بھی اس کا تجربہ ہوا کہ دن بھر کی مصروفیتوں اور نقل وحرکت میں اس پر غور کرنے کی نوبت ہی نہ آئی کہ کس موضوع پر تقریر ہوگی، کہیں تو موضوع کا تعین ہو جاتا ہے، اور کہیں نہیں ہوتا تو مین نے اس کو خدا پر چھوڑ دیا کہ وہ وقت پر رہنمائی فرمائے گا، چونکہ جو چیز اس کی طرف سے آتی ہے، اس کو عارفین ''وارد'' کہتے ہیں، یعنی ایک عزیز مہمان جس کا ورود ہوا ہے، اس مین اپنے اراداہ اور انتخاب کو کوئی دخل نہیں، اس موقع پر بھی یہی پیش آیا، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے عزیز قاری کو جو انہوں نے آیتیں پڑھیں اس میں ہماری رہنمائی ہوئی، قبل اس کے کہ میں آیت کی تشریح میں کچھ عرض کروں اور قرآن مجید کے طالب علموں کے سامنے اپنے کچھ تجرنے کچھ مشورے پیش کروں کہ حقیقت میں وہی میرے مخاطب ہیں، کچھ اپنی حقیر ذات اور علمی سفر کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

قرآن مجید کی حکمت دعوت

ڈاکٹر صاحب نے بڑی خوبی سے میرا تعارف کرایا لیکن مین پھر بھی کسی قدر تعارف ضروری سمجھتا ہوں اور سنت یوسفی کے مطابق یہ فرض خود ہی انجام دیتا ہوں، جب حضرت یوسفؑ کے پاس تعبیر پوچھنے والے گئے تو انہوں نے فرمایا: ''ذٰلِكُمَا مِمَّا

عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ"، سب سے پہلے سامعین کو یا جو کوئی استفسار لے کر جائے اس کو اس اطمینان کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ جس کے پاس گئے ہیں، اس سے کچھ مدد بھی مل سکتی ہے یا نہیں، انتخاب میں انہوں نے کچھ غلطی تو نہیں کی تو انہوں نے ضروری سمجھا کہ کہہ دیں: ذٰلِکُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ اِنِّیْ تَرَکْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَھُمْ بِالْاٰخِرَةِ ھُمْ کٰفِرُوْنَ"۔ (سورہ یوسف:۳۷)

یہ نبی کا کلام تھا اور اس میں ایک طرح کی خودستائی کی بو تھی اس میں اپنی تعریف کی بو نکلتی تھی، اور یہ وہم ہوسکتا تھا، اس لئے انہوں نے فوراً فرمادیا کہ: "ذٰلِکُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ" میں تمہاری اس موقع پر مدد تو کرسکتا ہوں، مجھے اللہ نے یہ علم عطا فرمایا ہے، لیکن یہ علم کیوں عطا کیا ہے؟ "اِنِّیْ تَرَکْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ" یہ میری ذہانت کا نتیجہ نہیں ہے، میری نجابت کا بھی یہ نتیجہ نہیں حالانکہ یہ دونوں چیزیں موجود تھیں اور بدرجہ کمال وجمال، لیکن انہوں فرمایا: "اِنِّیْ تَرَکْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَھُمْ بِالْاٰخِرَةِ ھُمْ کٰفِرُوْنَ" اس علم کا افاضہ اس لئے ہوا کہ میں نے اس قوم کی ملت چھوڑ دی جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتی اور آخرت کی منکر تھی، "وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ" (سورہ یوسف:۳۸) اور اس کے بعد انہوں نے وہیں سے توحید کے وعظ کا مدخل پیدا کرلیا، عزیزو! تم جس کو بڑا مسئلہ سمجھ رہے ہو اور جو مشکل تم کو یہاں لے کر آئی ہے، اس سے بڑی مشکل درپیش ہے، وہ ہے عقیدہ، یہ خواب جو تم نے دیکھا، خواب تو خواب ہی ہوتا ہے، لیکن معاملہ بیداری کا ہے، معاملہ زندگی کے مستقبل کا ہے، معاملہ ابدی اور دائمی زندگی کا ہے، مان لو تم کو خوابوں کی تعبیر دینے والا دنیا میں کوئی بھی نہ ملے تب بھی کوئی بڑا نقصان نہیں، لیکن اس خواب ہستی کی تعبیر دینے والا اگر کوئی نہ ملا کہ دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے؟ کائنات کا فاطر وخالق کون ہے؟ اگر اس کی صحیح معرفت نہ ملی تو اصل خطرہ یہ ہے، پھر انہوں نے اتنا ہی (DOSE)

دیا جتنا (DOSE) دینا چاہیئے تھا، وہ جانتے تھے کہ یہ غرض لے کر آئے ہیں، ان کو ایک ذہنی پریشانی ہے، یہ اتنا صبر نہیں کر سکتے کہ ان کو ایک یا دو گھنٹہ تبلیغ کروں، اس لئے انہوں نے بالکل صحیح احساس تناسب کے ساتھ جو ایک حاذق طبیب رکھتا ہے، اور ایک داعی حکیم رکھتا ہے، ایک ملہم رکھتا ہے، اتنا ہی ڈوز دیا جتنے ڈوز کے وہ متحمل تھے۔

دل کا دروازہ کبھی کبھی کھلتا ہے

آپ اس تناسب کو دیکھئے، اس میں جمال یوسفی پورے طور پر عیاں ہے، اس میں نہ کمی ہے نہ زیادتی، ناپ تول کر جہاں رک جانا چاہیئے وہاں رک گئے یعنی توحید کی پوری بات کہی، لیکن اس کو اتنا دراز نہیں کیا کہ وہ لوگ یہ کہنے لگتے کہ آپ اگر خواب کی تعبیر دے سکتے ہیں تو دیجئے، ورنہ ہم فرصت سے آئیں گے، حضرت یوسفؑ نے دیکھا کہ ان کے دل و دماغ کا دروازہ کھلا ہے، اور دل کا دروازہ کبھی کبھی کھلتا ہے، قسمت سے کھلتا ہے، کبھی کسی غرض سے کھلتا ہے، کبھی کسی پریشانی سے کھلتا ہے، اس دروازہ سے جو اصل پیغام ہے، وہ داخل کر دینا چاہیئے، لیکن وہ پیغام اس سُبک روحی کے ساتھ داخل ہو کہ وہ دروازے بند نہ ہو جائیں، اور احتجاجاً بند نہ ہو جائیں میں تو حیران رہ جاتا ہوں اور افسوس ہے کہ یہ پورا حصہ بائبل سے حذف ہے، اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ بائبل کس کی تصنیف ہے، اور قرآن کس کا نازل کیا ہوا ہے، ان کو خوب اندازہ تھا کہ یہ کتنی بات کے متحمل ہو سکتے ہیں، اتنی ہی بات انہوں نے کہی، مریض چاہتا ہے کہ اس کو اس کے درد کا مداوا جلد مل جائے تو انہوں نے کہا:

لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا

(سورہ یوسف:۳۷) تمہارا راشن جو مقرر ہے، اس کے آنے سے پہلے تعبیر دے دوں گا، مخاطب کو یہی دوا اطمینان چاہئیں، اس کی دوا مل سکتی ہے یا نہیں؟ اور جلد ملتی ہے یا نہیں،

اس درمیان میں توحید کا وعظ کہہ دیا۔

مطالعہ قرآن مجید سے علمی زندگی کا آغاز

میں اپنا تھوڑا سا تعارف کرانا مناسب سمجھتا ہوں کہ میں قرآن شریف کا ایک حقیر اور ادنی طالب علم ہوں، میری علمی زندگی قرآن مجید ہی کے مطالعے سے شروع ہوئی، میں نے کئی جگہ لکھا ہے کہ مجھے اللہ نے ایک ایسا استاد عطا کیا جس کو ذوق ایمانی اور ذوق قرآنی ملا تھا، (۱) وہ قرآن پڑھتے تھے، اور روتے تھے، پہلا نقش جو مجھ پر پڑا وہ ان کی آواز کا جو درد میں ڈوبی ہوتی تھی، یہ میری خوش نصیبی تھی اور قرآن مجید کا اصل مزاج بھی یہی ہے۔

قرآن مجید کا مزاج صدیقی ہے

قرآن مجید کا مزاج صدیقی ہے، جب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا گیا کہ نماز پڑھاؤ اور حضورؐ کے مصلّی پر کھڑے ہو جاؤ تو حضرت عائشہؓ نے عرض کی کہ ابوبکرؓ کو اس سے معاف رکھا جائے کہ وہ "رَجُلٌ بُکَّاءٌ" ہیں، جب وہ قرآن شریف پڑھنے لگتے ہیں تو پڑھ نہیں سکتے، ان پر گریہ غالب ہو جاتا ہے، اور لوگ سن نہیں سکتے ہیں، اور یہی شکایت کی تھی مشرکین قریش نے جب حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کی اجازت دی گئی اور انہوں نے اپنے گھر کے سامنے ایک مسجد بنائی، جب تک کہ وہ سرّی نماز پڑھتے رہے تو لوگ وہاں جمع نہیں ہوتے لیکن جب وہ قرأت کرنے لگے، اور مرد عورتیں اور بچے وہاں جمع ہونے لگے، پھر وہ رقت کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے لگے تو پتھر بھی موم ہونے لگے تھے، اور دلوں پر ایسا اثر ہونے لگا کہ قریش کو یہ فکر پڑ گئی کہ کہیں مکہ معظّمہ کی زندگی میں تہلکہ نہ مچ جائے کہ زمام کاران کے کے ہاتھوں

(۱) شیخ خلیل بن یمانی

سے نل نکل جائے ، اصل میں قرآن کا مزاج ہی یہی ہے کہ درد کے ساتھ ، ایمانی حلاوت کے ساتھ پڑھا جائے ، حدیث میں آتا ہے ۔ "اَلْاِیْمَانُ یَمَانٌ وَالْفِقْهُ یَمَانٌ وَالْحِکْمَةُ یَمَانِیَةٌ" یہ میری خوش نصیبی کہ پہلا معلم جو مجھے عطا کیا گیا وہ رقیق القلب تھا ، دل دردمند رکھتا تھا ، اور ہم لوگوں کو حسرت رہتی تھی کہ وہ دیر تک قرآن شریف پڑھیں اور ہم سنیں ، وہ ہمارے محلہ کی مسجد میں فجر کی نماز پڑھاتے تھے ، شاذ و نادر کبھی ایسی نوبت آتی تھی کہ وہ پوری سورہ پڑھ سکیں ، پڑھنا شروع کیا کہ گریہ طاری ہوا ، آواز بھرا گئی ، ان کا روزانہ کا یہ معمول تھا ، انہوں نے مجھے قرآن مجید کی کچھ سورتیں پڑھائیں ، توحید کی سورتیں خاص طور پر انہوں نے مجھے پڑھانی شروع کیں ، سورہ زمر سے شروع کیا ، پھر وہ وقت آیا کہ زبان وادب کی تعلیم غالب آگئی اور اسی میں مشغول ہوگیا ، لیکن قرآن مجید کا جو ذوق تھا وہ وقتاً فوقتاً سامنے آتا تھا اور اثر کرتا تھا۔

اس کے بعد جب میری تعلیم ختم ہوئی تو قرآن مجید کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوا ، مدارس کے نصاب میں جو کتابیں پڑھی جاتی ہیں ، ان سے زیادہ پڑھیں ، پھر یہاں لاہور آکر مولانا احمد علیؒ سے قرآن مجید پورا پڑھا ، یہاں بھی جس چیز نے متاثر کیا وہ ان کی قرآنی زندگی تھی جس کو قرآن ناطق کہا گیا ہے ، اس سے قلب میں جلا محسوس ہوتی تھی ، مولانا کی زاہدانہ زندگی ودرویشانہ معاشرت اور عمل بالسنت کا مجھ پر وہ اثر پڑا جس کو "برکت" کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں ، کچھ عرصہ دارالعلوم دیوبند میں بھی رہا ، میں نے مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے وقت مانگا کہ خاص خاص آیات جن میں مجھے اشکال محسوس ہوتا ہے ، جو عام تفسیروں سے حل نہیں ہوتیں ، وہ میں آپ کے سامنے پیش کروں گا ، مولانا مدنیؒ اپنے زمانہ کے بلند ترین علماء میں تھے ، اور علوم وفنون اور حدیث کے علاوہ جس کے وہ مانے ہوئے استاد اور شیخ تھے ، ان کو قرآن مجید کا خاص ذوق تھا اس کا رنگ ان کی زندگی اور مزاج پر چھا گیا تھا ، انہوں نے مجھے جمعہ کا دن دیا ، مجھے یاد ہے

کہ ان آیات کو منتخب کر لیتا تھا جو حل نہیں ہوتی تھیں، مولانا کثرت سے سفر کرتے تھے، اور وہ تحریک کا زمانہ تھا، لیکن مجھے پھر بھی استفادہ کا کچھ موقع ملا۔

مولانا سید سلیمان ندویؒ اور علوم قرآن

اس کے علاوہ مجھے مولانا سید سلیمان ندویؒ سے قرآن مجید کی بعض آیات کی تفسیر اور بعض آیتوں پر ان کی تقریر سننے کا موقع ملا اور میرا تاثر یہ ہے کہ میں نے قرآن مجید کے بارے میں کسی کا فہم اتنا عمیق نہیں پایا جتنا کہ مولانا سید سلیمان ندویؒ کا، یہ ایک تاریخی انکشاف ہے لوگ سید صاحب کو مورخ اور سوانح نگار کی حیثیت سے جانتے ہیں، متکلم کی حیثیت سے جانتے ہیں، لیکن میرے نزدیک فہم قرآن مین ان کا پایہ بلند تھا کہ مجھے ہندوستان ہی نہیں بلکہ تحتی برِّ اعظم میں بھی کوئی ایسا شخص نہیں ملا جس کا مطالعہ قرآن اتنا وسیع اور عمیق ہو اور اس غائر مطالعہ کی وجہ یہ ہے کہ عربی زبان وادب اور بلاغت اور اعجاز قرآنی کا مطالعہ ان کا بہت وسیع و عمیق تھا، پھر مولانا حمید الدین فراہیؒ (جو اس فن کے گویا امام تھے) کی صحبت مین رہ کر انہوں نے ان کی گفتگو، ان کی تحقیقات اور ان کے مطالعہ قرآن سے پورا استفادہ کیا، مجھے یاد ہے کہ ایک بار ہم لوگ دارالمصنفین گئے ہوئے تھے، تو انہوں نے سورہ جمعہ پر تقریر کی، میں نے ایسی عالمانہ، ایسی محققانہ اور ایسی نکات سے بھری ہوئی تقریر ابھی تک نہیں سنی تھی، کاش کہ وہ محفوظ ہوجاتی، تو مجھے سید صاحب سے مختصر استفادہ کا موقع ملا، پھر جب دارالعلوم ندوۃ العلماء مین بحیثیت استاد میرا انتخاب ہوا تو خاص طور سے قرآن مجید کا درس میرے سپرد ہوا، وہاں قرآن کے درس کی دو صورتیں ہیں، ایک تو متن قرآن مجید پڑھایا جاتا ہے، اور یہ سلسلہ غالباً دارالعلوم ندوۃ العلماء ہی سے شروع ہوا، پھر اور مدارس مین اس کی تقلید کی جانے لگی، اور یہی صحیح طریقہ ہے کہ ابتدا مین متن کو سامنے

رکھ کر پڑھا جائے بغیر کسی تفسیر کی مداخلت کے، استاد تیار ہو کر آئے، اور وہ اپنا مطالعہ قرآن پیش کرے، تو مجھے کئی سال تک قرآن کی خدمت کا موقع ملا، تفسیر بھی پڑھائی لیکن زیادہ متن قرآن پڑھایا، جو مضامین میرے سپرد ہوئے تھے، ان میں سب سے زیادہ اہم تفسیر والا مضمون تھا، میں نے اپنا تعارف اس لئے کرادیا کہ آپ یہ سمجھیں کہ میں قرآن مجید کا ادنی طالب علم ہوں، اس کے بعد جو کچھ بھی اللہ نے توفیق دی اس مین قرآن مجید کا سب سے بڑا حصہ ہے۔

''آنچہ کردم ہمہ از دولت قرآں کردم''

جن لوگوں نے میری ناچیز تحریریں اور تصنیفات دیکھی ہیں، ان کو اندازہ ہوگا کہ میری تحریروں کا تانا بانا قرآنا مجید ہی سے تیار ہوتا ہے، میں نے سب سے زیادہ قرآن سے مدد لی ہے، اور پھر تاریخ سے اور میں تاریخ کو قرآن مجید کی ہی تفسیر سمجھتا ہوں۔

اجتباء خاص، ہدایت عام

اس وقت جو آیت پڑھی گئی اس آیت میں دو چیزیں بیان ہیں، ایک مقام اجتباء اور دوسرے ہدایت، اجتباء کے لئے اللہ تعالیٰ نے صاف صاف کہہ دیا ہے: ''اَللّٰهُ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ'' سارا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے، جس کو چاہے وہ اجتباء سے سرفراز کرے اور اس کو قبولیت واجتباء کا درجہ عطا کرے، لیکن ہدایت کی سب انسانوں کو ضرورت ہے: ''يَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ'' وہ ان کو ہدایت دیتا ہے، جو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں، ہدایت کے طالب ہوتے ہیں، اور جن میں انابت کی، تواضع کی اور بندگی کی اور اپنے کو کچھ نہ سمجھنے کی کیفیت پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو راستہ پر لگا دیتا ہے، اور آخر تک پہنچا دیتا ہے، لیکن شرط

یہ ہے کہ اس میں انابت کی صفت پائی جائے: "يَهْدِیْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ" میں اسی ٹکڑے پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

قرآن مجید کے دو پہلو ہیں، اس کا تعلیمی اور تبلیغی پہلو ہے، یعنی وہ عقائد جن پر ہر شخص کو ایمان لانا چاہیئے اور سمجھنا چاہیئے اور قرآن سے اخذ کرنا چاہیئے، اس کے متعلق تو قرآن مجید کا اعلان ہے کہ: "بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ" (سورۃ الشعریٰ: ۱۹۵) (روشن اور واضح عربی میں ہے) اس سے زیادہ واضح الفاظ میں بتا دیا: "وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ" (سورۃ القمر: ۲۲) ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے، کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟۔

قرآن مجید پڑھ کر انسان مشرک نہیں ہو سکتا

کوئی شخص یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ خدا اس سے کا چاہتا ہے، اور اس کی ہدایت کے لئے کیا شرائط ہیں، اور توحید و رسالت اور معاد کا قرآنی تصور کیا ہے؟ قرآنی عقیدہ کیا ہے؟ اس کی حقیقت کیا ہے کہ دنیا میں ہدایت اور آخرت میں نجات مل سکے، اس کے لئے قرآن مجید آسان ہے اور کسی کو یہ کہنے کا عذر نہیں کہ ہم قرآن مجید سے ان باتوں کو سمجھ نہیں سکیں، اور قرآن ہمارے لئے حجت نہیں، توحید کے بارے میں واضح سے واضح، صریح سے صریح، طاقتور سے طاقتور، دوٹوک بات جو کہی جا سکتی ہے، قرآن مجید میں موجود ہے، قرآن مجید پڑھ کر آدمی سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن مشرک نہیں ہو سکتا، میں یہ علی الاعلان کہتا ہوں کہ وہ ٹھوکریں کھا سکتا ہے، بے عمل ہو سکتا ہے، وہ فسق کی راہ اختیار کر سکتا ہے، لیکن جہاں تک توحید و شرک کا تعلق ہے تو قرآن مجید بالکل سورج کی طرح روشن اور سورج کیا چیز ہے، اس میں کسی قسم کے اشتباہ کی گنجائش نہیں، اور جہاں تک رسالت کے عقیدہ کا تعلق ہے کہ نبوت کیا چیز ہے؟ انبیاء کیا ہیں؟ ان کے ذمہ

کون سی چیز سپرد کی گئی ہے؟ ان کو کیا حکم ہوتا ہے؟ وہ کیا تعلیم دیتے ہیں؟ ان کی سیرت کیسی ہوتی ہے؟ ان کی زندگی کیسی پاک بازانہ اور بلند ہوتی ہے؟ یہ قرآن مجید میں صاف طور سے بیان کر دیا گیا ہے، وہ اپنا تعارف بھی کراتے ہیں، وہ شبہوں کو بھی دور کرتے ہیں، آپ سورہ اعراف پڑھیے، سورہ ہود پڑھیے، سورہ شعراء پڑھیے، اس میں ایک ایک نبی کا نام لے کر تعارف کرایا گیا ہے اور ثبوت دیا گیا ہے۔

عقل جج نہیں بلکہ وکیل ہے

جہاں تک رسالت و انبیاء کا تعلق ہے، اس کے بارے میں بھی قرآن مجید میں کسی غلط فہمی کی گنجائش نہیں لیکن اگر کوئی آدمی گمراہی کا ارادہ ہی کر لے تو گنجائش تو ہر چیز کی ہے، آپ ہی میں سے کوئی صاحب جن کو اللہ تعالیٰ نے ذہانت عطا کی ہو کھڑے ہو جائیں اور کہیں کہ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ اس (۱) وقت دن ہے، سورج روشن ہے، اور ہمیں دھوپ کی تمازت محسوس ہو رہی ہے تو یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہم سب کو لاجواب کر دیں، اس کا تو زبان اور ذہانت سے تعلق ہے، مقدموں میں عدالتوں میں کیا ہوتا ہے؟ دن کو رات اور رات کو دن ثابت کر دیا جاتا ہے، ہمارے استاد مولانا عبدالباری صاحب ندویؒ فرمایا کرتے تھے، کہ عقل جج نہیں بلکہ وکیل ہے، اس کو فیس ملنی چاہئے تو پھر یہ ہر مقدمہ کو ثابت کر سکتی ہے، جب کوئی فلسفہ آیا عقل نے اس کی صداقت کو اس طرح ثابت کیا کہ وہ بالکل بدیہی حقیقت معلوم ہونے لگی، یہ الگ بات ہے کہ کوئی آدمی طے کر لے کہ قرآن مجید سے کوئی بات نکالنا ہے، اور اس کی مثال میں آپ کے سامنے دیتا ہوں، میں اسلامک اسٹیڈیز کانفرنس کے ایک جلسہ میں شریک تھا، وہاں ایک صاحب نے مقالہ پڑھا، میں ان کا نام اور جگہ کا نام نہیں لوں گا، انہوں نے اپنے

---

(۱) تقریر شب میں تھی

مقالہ میں یہ ثابت کیا کہ قرآن مین جہاں صلوٰۃ کا لفظ آیا ہے، اس سے مراد علاقائی حکومت ہے، اور جہاں الصلوٰۃ الوسطیٰ آیا ہے، اس سے مراد مرکزی حکومت ہے اور ثابت کیا کہ سارے قرآن میں یہ لفظ اسی معنیٰ میں استعمال ہوا ہے، مجھے اسی وقت بڑی سختی سے اس کی تردید کرنی پڑی۔

ہدایت کے لئے قرآن آسان ہے

ہدایت کے لئے قرآن مجید آسان ہے، اس میں کہیں کوئی شبہ نہیں، لیکن جہاں تک اس کے علوم کا تعلق ہے، اس کے رفیع و دقیق مضامین کا تعلق ہے، اس میں کسی چیز کے متعلق دعوے کے ساتھ کہنا صحیح نہیں ہے کہ ہم جو کچھ سمجھتے ہیں، اس کے علاوہ سب غلط ہے، قرآن کے بارے میں سب سے الگ منفرد و شاذ رائے قائم کرنا بڑی خطرہ کی بات ہے، حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قول ہے، "اَیُّ سَمَاءٍ تُظِلُّنِیْ وَاَیُّ اَرْضٍ تُقِلُّنِیْ اِذَا قُلْتُ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ مَالَا اَعْلَمُ" اے کس آسمان کے نیچے پناہ لوں گا اور کس زمین پر چلوں گا اگر میں کتاب اللہ کی آیت کے متعلق کوئی ایسی بات کہہ دوں جس کی کوئی بنیاد، کوئی تحقیق نہیں اور قرآن کے بارے میں صحابہ کرامؓ کا یہ عام رویہ تھا، حضرت عمرؓ خود کسی لفظ کے بارے میں فرماتے کہ اس کے کیا معنیٰ؟ اور پھر خود ہی کہہ دیتے کہ "ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ یَا عُمَرُ" عمر تیری ماں تجھ پر روئے، اگر تجھے اس ایک لفظ کے معنیٰ نہیں معلوم تو کیا غضب ہوا، صحابہ کرام کا انداز فکر بتاتا ہے کہ پورے قرآن پر حاوی ہونے کو وہ نہ تو ممکن سمجھتے تھے اور نہ ضروری، میری یہ جرأت معاف کی جائے، اور وہ یہ کہ قرآن کی جو اصل روح، اصل مدعا اور اصل مقصد ہے، وہ حاصل ہونا چاہئے اور اس کے ساتھ معاملہ ہونا چاہئے، ادب و خشوع کا ہمیں بہت سی چیزوں کی حقیقتیں معلوم نہ ہونے کے باوجود ان سے پورا پورا فائدہ پہنچا ہے، اگر کسی شخص کو قرآن مجید

کے حقائق ومطالب معلوم نہیں، یہاں تک کہ پورے الفاظ کے معنی بھی معلوم نہیں لیکن اس کے دل میں خدا کا خوف ہے، خشیت ہے، جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو یہ حالت ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی: "لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهٗ خَاشِعاً مُّتَصَدِّعاً مِّنْ خَشْيَةِ اللهِ" (سورۃ الحشر:۲۱) اس کا حال یہ ہے کہ رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، وہ لرز جاتا ہے، اور اس کا رواں رواں لرز جاتا ہے، کہتا ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے، یہ میرے رب کا کلام ہے، تو ہوسکتا ہے کہ وہ ہدایت کے آخری مدارج تک پہنچ جائے، اور اس کو قرب بالقرآن حاصل ہو، حدیث میں آتا ہے کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے کہ قرآن مجید پڑھیں گے اور بہت تکلیف سے پڑھیں گے، مگر ان کے حلق سے نہیں اترے گا، تو جہاں تک مضامین کا تعلق ہے میں ایک طالب علم کی حیثیت سے عرض کرتا ہوں کہ وہ ایک ایسا سمندر ہے جس کی کوئی انتہا نہیں، اور بڑے سے بڑا آدمی اس کی وسعت کے سامنے لرزہ براندام رہتا تھا اور سمجھتا تھا کہ اللہ کی ہدایت اور توفیق کے بغیر وہ ایک قدم نہیں چل سکتا۔

افادہ اللہ کی طرف سے

پہلی بات تو یہ سمجھئے کہ افادہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، ور یہ افادہ ہوتا ہے کہ ان قلوب پر جو اللہ کی خشیت سے اور کلام ربانی کی ہیبت سے اور اس کے جلال سے معمور ہوتے ہیں، ان پر اللہ کی طرف سے علوم کا ورود ہوتا ہے، دوسری بات یہ کہ قرآن کو نوافل میں پڑھے اور تصور کرے کہ جیسے قلب پر اسی وقت نزول ہو رہا ہے، اور اس کا لطف لے اور اس میں گم ہوجانے کی کوشش کرے، قرآن مجید دماغی زور آزمائی کی چیز نہیں ہے، کہ اپنا پسندیدہ مطلب قرآن مجید سے زور آزمائی کر کے نکالا جائے۔

تیسری بات یہ کہ دوران مطالعہ جو مطلب ومعانی سمجھ میں آئیں تو یہ کہے کہ

میری ناقص سمجھ میں یہ بات آئی ہے، ایسا سمجھ میں آتا ہے، اور یہ دعویٰ ہرگز نہ کرے کہ آج تک قرآن کو کسی نے سمجھا نہیں، میں نے ہی سمجھا ہے، یہ بالکل صحیح نہیں ہے، اور میں نے بارہا کہا اور لکھا بھی ہے کہ قرآن مجید اپنے کو تیرہ سو برس میں نہیں سمجھا سکا تو یہ قرآن مجید پر بہت بڑا الزام ہے، وہ تو کہتا ہے: "هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ، (سورۃ النحل: ۱۰۳) إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ" (سورہ یوسف: ۲) اور آپ کہتے ہیں کہ ایک ہزار برس تک، بارہ سو برس تک قرآن مجید کے فلاں لفظ کی حقیقت آج تک کسی نے سمجھی نہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کا افادہ اتنے دنوں تک بند رہا، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے ایک سیمنار میں اس کی اختتامی تقریر میں، میں نے کہا تھا کہ اہل علم اپنی کسی تحقیق کو یہ کہہ کر پیش کرتے ہیں کہ ہمیں مطالعہ کا جتنا موقع ملا، اس کے نتیجہ میں ہمارا خیال، میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں، لیکن یہ طریقہ کہ کوئی شخص اپنے نتائج فکر کو سوفی صد صحیح ثابت کرنے پر اصرار کرے اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے سب کو غلط قرار دے صحیح نہیں، قرآن مجید کے سلسلہ میں آتا ہے کہ اس کا نیاپن، تازگی پرانی نہیں ہوگی، اور اس کے عجائب کی کوئی انتہا نہیں تو اگر آپ کو عمر نوح بھی ملے اور وہ قرآن مجید کے تدبر میں صرف ہو تو ہر روز نئے نئے معانی کھلنے لگیں، ہماری عمر کا یہ محدود وقت، محدود قوت اور صلاحیت اور اس کے بعد ہمارا یہ دعویٰ کہ قرآن مجید اب تک سمجھا ہی نہیں گیا، یہ بہت بڑی غلطی ہے۔

میری ذاتی کتاب

آخری بات یہ ہے کہ قرآن مجید کو اپنی کتاب سمجھا جائے، یہ کتاب ہدایت ہے یہ کتاب ابدی ہے، کتاب آسمانی ہے، لیکن میری ذاتی کتاب بھی ہے، میرا ذاتی ہدایت نامہ بھی ہے، اس میں میری ذاتی کمزوریاں بیان کی گئی ہیں، میرے ذاتی

امراض کی نشاندہی کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ہر آدمی اپنے کو تلاش کرسکتا ہے، یہ جب ہوگا جب کہ آپ اس کو زندہ کتاب سمجھیں یا اپنی کتاب سمجھیں، اور آپ میں اپنی اصلاح کا جذبہ ہو، لوگوں کی اصلاح تو بعد میں ہوگی پہلے اپنی اصلاح ہو جائے۔

انبیاء کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے میری ہدایت ہو جائے پھر میں دوسروں سے کچھ کہوں، ہم میں سے بہت سے لوگ قرآن مجید کو اس لئے پڑھتے ہیں کہ یہ حجت بنے، دوسروں کو شرمندہ کیا جائے، دوسروں پر حجت قائم کی جائے، حالانکہ صحابہ کرامؓ قرآن پڑھتے تھے، اپنی اصلاح کے لئے، ایک آیت پڑھی اس پر عمل کرنا شروع کرا، سورہ بقرہ بعض اوقات مہینوں میں ختم ہوئی۔

یہ چند باتیں ایک طالب علم کی حیثیت سے میرے ذہن میں تھیں وہ سب میں نے آپ کے سامنے رکھ دیں "یَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ" کے میدان میں جہاں تک ہم کوشش کر سکتے ہیں کریں، اللہ جس کو چاہے مقام اجتباء تک پہنچائے ہم اس کے مکلف نہیں ہیں، ہم سیکھنا چاہیں، ہم ہدایت حاصل کرنا چاہیں، ہم بننا چاہیں اور اپنی زندگی میں انقلاب لانا چاہیں تو قرآن مجید موجود ہے جو ہماری رہنمائی بھی کرے گا اور منزل مقصود پر بھی پہنچائے گا، ہم میں ہدایت کی طلب، اپنی احتیاج کا احساس اور اپنی بے بضاعتی کا اعتراف ہونا چاہئے، اسی کے مجموعے کا نام انابت ہے، میں دعا کرتا ہوں، آپ بھی دعا کریں۔

"اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝"

ایچ ، یم ، حسین ٹرسٹ سے شائع دیگر رسالے

- ہم زندگی کیسے گزاریں اور ماں کی تربیت کی اہمیت

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

- قرآنی مطالعہ اور اس کے آداب

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

- صبر کی حقیقت

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

- قلب سلیم کی تلاش

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

- آپ رمضان کیسے گزاریں اور رمضان کے بعد

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

- اعجاز قرآن

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

- قرآن مجید کی ایک پیشین گوئی

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

- دعا اور تقدیر

محترمہ سیدہ خیر النساء بہتر صاحبہ رحمۃ اللہ علیہ

- فہم قرآن وفہم حدیث کی حامل ربانی شخصیت

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم

- اسلام مکمل نظام زندگی حدیث نبویؐ کی روشنی میں

حضرت مولانا سید محمد اضح رشید حسنی ندوی دامت برکاتہم

- محدثین کا اخلاق وکردار واقعات کی روشنی میں

مولانا سید محمد ثانی حسنی ندوی مظاہری رحمۃ اللہ علیہ

- قرآن اور صاحب قرآن

مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی

- غزوات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی

- اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی

- ہمارے حضرت

مولانا محمد عارف سنبھلی ندویؒ

- شکرِ نعمت-ایک بڑی عبادت

مولانا شمس الحق ندوی

- الوداعی نصیحت

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ